اوقات ظہرین میں فقہی اشتراکات

قرآن اور حدیث کی روشنی میں

ڈاکٹر جابر حسین*

Abstract

Islam brought with itself the message of unity, peace, progress and prosperity. After the demise of the holy Prophet (pbuh), the basic Islamic teachings were not followed in true spirit due to the changes that took place at the political as well as societal level, and as such the true implementation of the universal Islamic principle of unity also suffered a setback. Rather than following the universal Islamic principles, minor differences among the Islamic sects were given more importance day by day. Consequently, Muslim unity and harmony became a casualty due to which Muslims even failed to protect their dignity and honour. This article is a humble effort to bring forth the existing commonalities in the timings of Zuhrayn (Zuhr and Asr prayers) according to the main Islamic schools of law, hoping this effort can play an important role to bring unity, peace and tolerance among Muslims..

Key words: Afternoon, Sunset, Best time, Common time, Sundial, Muslim unity, Commonalities

اسلام کے احکامات خواہ عبادات سے متعلق ہوں یا معاملات و اخلاقیات سے، کوئی نہ کوئی حکمت و فلسفہ ضرور رکھتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض احکامات کے فلسفے تک اہلِ علم و دانش کے طائرِ ادراک و فہم کی دسترسی ہو جاتی ہے اور بعض کا فلسفہ متعدد وجوہات کے باعث ان کے فہم و ادراک کے جال میں نہیں آتا۔ متذکرہ بالا دونوں صورتوں میں انسان کو مکلف قرار دیا گیا ہے۔ جن جن احکامات کے فلسفے تک اہلِ علم کی رسائی ہوئی ان میں سے بعض میں فقہی اختلاف کی صورتیں یا تو سرے سے ناپید ہیں یا پھر قابلِ اعتنا حد تک موجود نہیں۔ البتہ جن احکامات کا فلسفہ اسلامی مصادر میں بیان نہ ہونے یا بیان ہونے کے باوجود زمانی اعتبار سے انسانی فہم و ادراک کی گرفت میں نہ آیا اُس کے حوالے سے اہلِ علم و دانش کے درمیان اختلافِ

* ۔ لیکچرار ماڈل کالج برائے طلبا، F-10/4 اسلام آباد

نظر کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔ یہ اختلافِ نظر اگر اہلِ علم و تحقیق کی درگاہ و بارگاہ سے نکل کر عوام الناس تک پہنچے تو مختلف قسم کی مسلکی، سماجی اور اخلاقی قباحتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اہلِ علم و دانش کے فہم و ادراک میں اختلاف اُن بنیادی عوامل میں سے ایک ہے جن کی بنا پر اسلام کے پیروکار متعدد فقہی، اصولی، کلامی اور اعتقادی گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ رسالت مآبؐ کی حیاتِ اقدس تک متذکرہ بالا بنیادوں پر اس نوعیت کی بظاہر کوئی گروہ بندی نہیں تھی۔ آپؐ کی حیات کے بعد قرآن مجید کو متفقہ طور پر آخری آسمانی کتاب ماننے، رسالت مآبؐ کو خاتم النبیین ماننے، قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی کو متفقہ طور پر بنیادی اسلامی مآخذ ماننے اور امتِ مسلمہ کی قیادت کے معاملے میں رسولِ گرامیؐ کے مجمل و واضح ارشادات و احکامات موجود ہونے کے باوجود مسلمان متعدد فقہی، اصولی، اعتقادی اور مسلکی گروہوں میں تقسیم ہو گئے یا کیے گئے۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلم امہ کے "جسمِ واحد" کی مانند ہونے کا تصور نہ صرف کمزور ہوتا گیا بلکہ موجودہ زمانے میں تو ناپید ہونے کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ انتہائی حیرت انگیز بات یہ ہے رسالت مآبؐ اور قرآن مجید میں باہمی اتفاق و اتحاد اور برداشت و استقامت کے معاملے میں مختلف اسالیبِ بیان میں جتنی تاکید کی ہے موجودہ زمانے میں مسلمان مختلف مکاتبِ فکر میں اتنی ہی تیزی سے باہمی دوریوں کو ہوا مل رہی ہے یا دی جا رہی ہے۔

اس ضمن میں بطورِ مثال قرآن مجید کی درج ذیل واضح آیات ملاحظہ کیجیے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا [1]

ترجمہ: اللہ کی رسی کو تم سب مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں گروہوں میں نہ بٹو۔

وَاَطِيْعُوا اللهَ وَرَسُوْلَه وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ [2]

ترجمہ: تم سب اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔۔۔ اور آپس میں نہ لڑا جھگڑا کرو کہ تمھاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ [3]

ترجمہ: یقینا ایمان لانے والے آپس میں بھائی ہیں۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ م بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ [4]

ترجمہ: تم اُن لوگوں کی طرح نہ بنو جو آپس میں گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور واضح نشانیاں آنے کے بعد بھی آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے رہے۔

یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ مسلمان فرقوں کے درمیان مشترکات اور نقطہ ہائے اتفاق کے جتنے امکانات واحکامات بنیادی طور پر ہیں اتنے اختلافات کے حوالے سے قطعاً نہیں۔افغانستان کے معروف مذہبی رہنما آیت اللہ آصف محسنی نے اپنے ایک نہایت قیمتی کتابچے "اتحادِ امت" میں ایک جگہ لکھا ہے:

"یہ واضح حقیقت ہے کہ دین کے اہم اصولوں،اسلامی ارکان یہاں تک کہ اسلامی معارف کے بیشتر حصوں، مکمل قرآن مجید، سنت نبویؐ اور اصولِ فقہ کے بیشتر حصوں کے بارے میں شیعہ و سنی مذاہب کے نظریات مشترک اور یکساں ہیں"[۵]

مولانا سید جواد نقوی نے اپنی کتاب" وحدتِ امت: اسلام کا فراموش شدہ رکن" میں شیعہ سنی مشترکات کے تناسب کے حوالے سے لکھا ہے:

"شیعہ سنی میں نوّے[۹۰] فیصد مشترکات موجود ہیں۔یہ بات اسلامی مذاہب کے مطالعے کے بعد درج کر رہا ہوں اور نوے[۹۰] فیصد بھی محتاط اندازہ کر رہا ہوں ورنہ مشترکات اس سے بھی زیادہ ہیں اور اختلاف بھی ایسا نہیں کہ جو تفرقہ، دشمنی، کدورت و دوری کی شکل اختیار کرے"[۶]

متذکرہ بالا سطور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے نمازِ ظہرین کے اوقات کے حوالے سے اسلام کے پانچ بڑے فقہی مکاتب کے درمیان موجود مشترکات کا جائزہ لیا جائے تو درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱۔ جعفری، حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مکاتبِ فکر کے فقہاء کے نزدیک متفقہ طور پر نمازِ ظہر کا وقت اُس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج آسمان کے نصف سے گزر جائے جسے شرعی اصطلاح میں "زوال شمس" کہا جاتا ہے۔

۲۔اس بات میں بھی مذکورہ بالا فقہی مکاتب میں اتفاقِ نظر پایا جاتا ہے کہ زوالِ شمس کے فوری بعد کا وقت [جس میں چار رکعات نماز پڑھی جا سکے] ظہر کا مخصوص وقت ہے۔اس مخصوص وقت میں صرف ظہر ہی پڑھی جائے گی۔

۳۔یہ نکتہ بھی متفقہ ہے کہ ظہرین [ظہر و عصر] کا وقت "زوالِ شمس" سے شروع ہو کر "غروبِ آفتاب" تک رہتا ہے۔

۴۔پانچوں فقہی مسالک کے فقہاء اس حوالے سے بھی اتفاقِ نظر رکھتے ہیں کہ "غروبِ آفتاب" سے چار رکعات نماز پڑھنے میں عموماً جتنا وقت لگتا ہے اُتنا وقت عصر کا مخصوص وقت ہے۔

۵۔یہ بات بھی متفقہ ہے کی عصر کے مخصوص وقت میں صرف عصر ہی پڑھی جائے گی۔

۶۔ظہر کے "وقتِ فضیلت" اور "وقتِ ادا" کے حوالے سے بھی اختلافِ نظر نا قابلِ اعتنا حد تک ہے۔یعنی پانچوں فقہی مکاتب کے نزدیک ظہر کا "وقتِ فضیلت" زوالِ شمس کے آغاز سے اُتنی دیر تک رہتا ہے جتنی دیر میں چار رکعات پڑھی جا سکیں۔گویا ظہر کا مخصوص وقت ایک طرح سے اس کا وقتِ فضیلت بھی ہے۔

۷۔ظہر کا "وقتِ ادا" زوال شمس سے شروع ہوتا ہے اور عصر کے مخصوص وقت کے آغاز تک رہتا ہے۔

جہاں تک ظہرین کے وقتِ فضیلت، وقتِ ادا، مخصوص وقت، مشترک وقت، شاخص اور اس کے سائے کی کمیت کے حوالے سے قرآن مجید کی آیت کا تعلق ہے ،اس بارے میں محض "دلوک الشّمس " اور "غسق الیل " کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ بالاتفاق فقہاء نے اول الذکر سے "زوال شمس" اور موخر الذکر سے "غروب آفتاب" مراد لی ہے۔آیت ملاحظہ ہو:

اَقِـمِ الصَّلٰوۃِ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ ---[۷]

ترجمہ:زوالِ شمس سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کرو۔۔۔

ظہرین سے متعلق متذکرہ بالا امور کے حوالے سے فقہاء نے جن روایات کو قابلِ اعتبار و اعتنا سمجھتے ہوئے استناد و اجتہاد کیا ہے اُن میں درج ذیل روایات بنیادی اہمیت دی گئی ہے:

۱۔ قَامة للظُهر و قَامة للعَصر [۸]

شاخص کے سائے کی مقدار لمبائی میں شاخص کے ایک برابر ہونے تک کا وقت ظہر کا اور دو برابر ہونے تک کا وقت عصر کا ہے۔

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے خاص صحابی جناب زرارۃ نے اُن سے ظہرین کے وقت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب ان الفاظ میں دیا:

اذَا زَالتْ الشمسُ فَقَدْ دَخَل وَقت (الظُهر وَالعَصر) جَميعا اِلا انّ هذهِ قَبل هذهِ ثُم اَنْت فِیْ وقْتِ مِنْهمَا جمِيْعا حتیٰ تغِيب الشمس[۹]

جب زوالِ شمس ہو جائے ظہر اور عصر دونوں کا وقت شروع ہو جاتا ہے البتہ اِس[ظہر] کا وقت اُس [عصر] سے پہلے ہے پھر اس کے بعد سورج غروب ہونے تک ان دونوں کا وقت تمھارے اختیار میں ہے۔

۳۔ امام مالک اور امام حنبل نے " وقتِ اضطراری "اور "وقتِ اختیاری" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ دونوں فقہاء کے مطابق ظہرین کا اختیاری وقت تب شروع ہوتا ہے جب شاخص کا سایہ اُسی کے برابر ہو جائے۔اب سوال اختیاری وقت کے ختم ہونے کا رہا تو اس بارے میں ان دونوں فقہاء کی رائے مختلف

ہے۔امام مالک کے مطابق ظہرین کا اختیاری وقت سورج کی کرنیں/روشنی زرد ہونے تک رہتا ہے۔جوں ہی کرنیں زرد ہونا شروع ہو جائیں ظہرین کا "اضطراری وقت" شروع ہو جاتا ہے جو کہ غروبِ آفتاب تک رہتا ہے۔امام مالک نے اس مسئلے میں جس روایت پر استناد کیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں:

جَمع بین الظُهرِ وَالعَصرِ فِی الحَضر[۱۱]

ترجمہ: حضورؐ نے حضر میں ظہر اور عصر اکٹھی پڑھیں۔ جبکہ امام حنبل کی رائے میں ظہرین کا اختیاری وقت تب ختم ہو جاتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اُسی کے دوگنا ہو جائے۔"

۴۔ مکتبِ جعفری میں ظہر و عصر نیز مغرب و عشا کو یکے بعد دیگرے پڑھنے کے جواز کے طور پر صحابیِ رسولؐ جناب ابنِ عباس کی اس روایت کو بنیاد قرار دیا گیا ہے:

جَمع بین الظُهرِ وَالعَصرِ وَالمغربِ وَ العشَاء فِی السفرِ وَ الحضر[۱۲]

ترجمہ: رسول اللہؐ نے سفر اور حضر میں ظہر و عصر کو ساتھ اور مغرب و عشا کو ساتھ پڑھا۔

متذکرہ بالا سطور اور روایات کی روشنی میں درج ذیل نکات بطورِ خلاصہ و نتیجہ سامنے آتے ہیں:

۱۔ ظہر کا مخصوص وقت "زوالِ شمس" سے شروع ہو کر اُتنی دیر تک رہتا ہے جتنی دیر میں عموماً چار رکعات پڑھی جا سکتی ہیں۔

۲۔ ظہر کے مخصوص وقت میں صرف ظہر ہی پڑھی جائے گی۔

۳۔ عصر کا مخصوص وقت غروبِ آفتاب سے متصل اُتنا وقت ہے جس میں عموماً چار رکعات پڑھی جا سکیں۔

۴۔ عصر کے مخصوص وقت میں صرف عصر ہی پڑھی جائے گی۔

۵۔ ظہر اور عصر کے مخصوص اوقات کا درمیانی وقت گویا "مشترک وقت/اختیاری وقت" ہے۔

۶۔ رسالت مآبؐ نے سفر کے علاوہ حضر میں بھی کبھی کبھار ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھا ہے۔

۷۔ ظہر اور عصر کو ساتھ [یکے بعد دیگرے] پڑھنا لازم قطعاً نہیں بلکہ جائز ہے۔

۸۔ ظہر اور عصر کو ہر صورت میں الگ الگ پڑھنا بھی لازم نہیں۔

۹۔ متذکرہ بالا سطور و نتائج کے تناظر میں تمام مسلمان مکاتب و مسالک کی قیادتوں سے اب بھی امتِ مسلمہ کا وہی سوال و شکوہ ہے جو حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے اپنی لازوال نظم "جوابِ شکوہ" کے درج ذیل اشعار میں کیا تھا:

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایمان بھی ایک

حرمِ پاک بھی قرآن بھی اللہ بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں، اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟؟[۱۳]

حوالہ جات

---

[۱] ۔آل عمران: ۱۰۳

[۲] ۔انفال: ۴۶

[۳] ۔ حجرات: ۱۰

[۴] ۔آل عمران: ۱۰۵

[۵] ۔ محسنی، آیت اللہ محمد آصف، اتحادِ امت، اردو ترجمہ: مولانا سید عباس موسوی، البلاغ المبین، اسلام آباد پاکستان، طبع دوم ۲۰۰۹ء، ص۲۱

[۶] ۔ سید جواد نقوی، مولانا، وحدتِ امت، ناشر: متاب پبلی کیشنز، اشاعت اول اگست ۲۰۱۳ء، ص ۲۶

[۷] ۔اسراء: ۷۸

[۸] ۔الحر العاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعۃ، ج ۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن، ص ۱۰۵

[۹] ۔ایضا

[۱۰] ۔ابنِ قدامہ، ابو محمد موفق الدین عبداللہ ابن احمد، المغنی، ج۱۰، مکتبہ القاھرہ، ۱۹۸۶ء/ ۱۳۸۸ھ، ص ۳۷۴

[۱۱] ۔الجزیری، عبد الرحمٰن، الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، ج ۱۰، دار الارقم بن ابی الارقم، بیروت، ۱۹۹۳ء، ص ۱۸۳

[۱۲] ۔الحر العاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعۃ، ج ۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن، ص ۱۶۱

[۱۳] ۔علامہ محمد اقبال، ڈاکٹر، جوابِ شکوہ [نظم] مشمولہ: کلیات اقبال [اردو]، ناشر: الفیصل ناشران وتاجران، لاہور، س ن، ص

منابع وماخذ

۱. محسنی، آیت اللہ محمد آصف، اتحادِ امت، اردو ترجمہ: مولانا سید عباس موسوی، البلاغ المبین، اسلام آباد پاکستان، طبع دوم ۲۰۰۹ء،

۲. ابنِ قدامہ، ابو محمد موفق الدین عبداللہ ابن احمد، المغنی، ج ۱۰، مکتبہ القاھرہ، ۱۹۸۶ء/۱۳۸۸ھ،

۳. الجزیری، عبد الرحمن، الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، ج ۱۰، دار الارقم بن ابی الارقم، بیروت، ۱۹۹۳ء،

۴. الحر العاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعۃ، ج ۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن

۵. علامہ محمد اقبال، ڈاکٹر، جوابِ شکوہ [نظم]، مشمولہ: کلیات اقبال [اردو]، ناشر: الفیصل ناشران وتاجران، لاہور، س ن

سید جواد نقوی، مولانا، وحدتِ امت، ناشر: متاب پبلی کیشنز، اشاعت اول اگست ۲۰۱۳ء